قرآنی طرز زندگی کی روشنی میں اندھی تقلید کی مذمت

محمد حسین عابدی*

خلاصہ:

قرآن اس بیہودہ اور خرافاتی منطق کی فورا خبر لیتا ہے جو آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: کیا ایسا نہیں کہ ان کے آباؤ اجداد کچھ نہیں سمجھتے تھے اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے (أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لاَيَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلاَيَهْتَدُون) یعنی اگر وہ پڑھے لکھے اور ہدایت یافتہ لوگ ہوتے تو گنجائش تھی کہ ان کی پیروی کی جاتی لیکن یہ جاننے کے با وجود کہ وہ ان پڑھ، نادان اور توہم پرست تھے کیا ان کی پیروی کی جائے کیا یہ جاہل کی تقلید کا مصداق نہیں؟ قومیت اور قومی تعصبات کا مسئلہ بالخصوص جو آباؤ اجداد سے مربوط ہو مشرکین میں خصوصا اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں عموما پہلے دن سے موجود تھا اور آج تک جاری و ساری ہے لیکن خدا پرست اور صاحبان ایمان اس منطق کو رد کردیتے ہیں۔ قرآن مجید نے بہت سے مواقع پر آباؤاجداد کی اندھی تقلید اور تعصب کی شدید مذمت کی ہے اور اس نے آنکھ کان بند کرکے آباؤ اجداد کی تقلید کو رد کردیا ہے۔ اصولی طور پر اپنی عقل و فکر کو دست بستہ بڑوں کے سپرد کردینے کا نتیجہ وقیانوسی رجعت پسندی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ عموما بعد والی نسلیں گذشتہ نسلوں سے زیادہ علم و آگہی رکھتی ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ یہ جاہلانہ طرز فکر آج بھی بہت سے افراد اور ملل پر حکمرانی کرتی ہے اور وہ لوگ اپنے بڑوں کی بتوں کی طرح پرستش کرتے، ہیں اور بعض خرافاتی آداب و رسوم کو فقط اس لئے بے چون وچرا مان لیتے ہیں کہ یہ بزرگوں کے آثار ہیں اور انہیں دلفریب لباس پہنادیتے ہیں۔ مثلا قومیت کی حفاظت، تاریخی اسناد کا تحفظ و غیرہ۔ یہ طرز فکر ایک نسل کی خرافات دوسری نسل میں منتقل ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آنے والی نسلیں گذر جانے والوں کے آداب و سنن کا تجزیہ کریں اور ان میں سے جو عقل و منطق کے مطابق ہوں ان کی بڑے احترام سے

* طالب علم شعبہ معارف وعلوم قرآن جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ، اسلام آباد

حفاظت کریں اور جو بے بنیاد خرافات و موہومات ہوں انہیں دور پھینک دیں۔ اس سے بہتر کون سا کام ہو سکتا ہے اور ایسی تنقید گذشتہ لوگوں کے آداب و سنن میں ملی و تاریخی اہمیت کی حامل چیزوں کی حفاظت کہلانے کی اہل ہے لیکن ہر پہلو سے انہیں قبول کر لینا اور اندھی تقلید کرنا سوائے خرافات پرستی اور رجعت پسندی کے کچھ نہیں۔

کلیدی الفاظ: قرآن کریم، تقلید، معاشرہ، علم

مقدمہ:

معاشرہ جس عمارت میں زوال پذیر ہوتا ہے اس کا ایک اہم ستون اندھی تقلید ہے۔ جس معاشرے میں رائے سننے اور رائے دینے کی اہمیت و جرات ختم ہو جائے وہاں بے حسی جنم لیتی ہے جو دیمک کی مانند اخلاقی اقدار کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔

تقلید کا سب سے برا پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب کسی بھی معاشرے میں کسی ایسے شخص کی تقلید شروع ہو جائے جس کی سیرت کامل نہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ وصف خدا کی ذات نے صرف پیغمبر میں رکھا ہے تو کسی اور ذات میں اسکا تلاش کرنا ایسے ہی ہے جیسے دن میں ستارے تلاش کیے جائیں۔ جب کوئی شخصیت کامل ہی نہیں تو اسکی مکمل پیروی کرنا بھی فطری اصولوں کی خلاف ورزی ہے جس کا خمیازہ معاشرے کو بالآخر بھگتنا پڑتا ہے۔

انسانی زندگی میں تقلید کا عمل بچے کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ بچپن میں ہر اچھی اور بری عادت کی تقلید کم و بیش سب انسانوں میں یکساں ہیں ماسوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ پھر جیسے جیسے دن گزرتے جاتے ہیں وہ تقلید کرتے کرتے کچھ ایسی باتیں اپنے اندر سمو لیتا ہے جن کا اچھا یا برا اثر تا زندگی اس کی شخصیت پر قائم رہتا ہے۔ بچہ جب بڑا ہو جائے تو وہ اپنی پسند و ناپسند کے مطابق تقلید کرتا ہے لیکن مذہبی نظریہ اس کا عموما وہی رہتا ہے جو بچپن سے لے کر لڑکپن تک اس کے قریبی معاشرے نے اس کے اندر انڈیلا ہوتا ہے۔ اسلام دنیا کا وہ مذہب ہے جس نے انسان کی رائے دینے کی جبلی عادت اور زندگی کے معاملات کی تبدیل ہوتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر اسے اجتہاد اور تدبر کا وسیع و کشادہ راستہ میسر کیا ہے۔ دینی معاملات میں تو اب بھی کسی حد تک اجتہاد جاری ہے لیکن

دنیاوی معاملات میں مسلمان اپنے معاشرے کی روایات کے اچھے اور برے پہلوپر عملی اجتہاد کرتاہوا نظر نہیں آتا۔

تقلید کالغوی معنی

تقلید، مادہ "ق ل د" سے ہے، تقلید کا معنی لغت میں پیروی ہے اور لغت کے اعتبار سے تقلید، اتباع، اطاعت اور اقتداءسب ہم معنی ہیں۔ تقلید کے لفظ کامادہ قلادہ ہے۔ جب انسان کے گلے میں ڈالا جائے تو ہار کہلاتاہے اور جب جانور کے گلے میں ڈالا جائے تو پٹہ کہلاتاہے۔ ہم چونکہ انسان ہیں اس لیے انسانوں والا معنی بیان کرتے ہیں اور جانوروں کا جانوروں والا معنی پسند ہے۔

تقلید کااصطلاحی معنی

اصطلاح میں دلیل پوچھے بغیر کسی کی پیروی کرنے کے معنی میں ہے۔ تقلید، ایسے موضوعات میں سے ہے۔ جن کے بارے میں کلی حکم صادر نہیں کیا جاسکتاہے۔ بلکہ ان کا اچھااور براہونا شرائط اور حالات کے مطابق بدلتا رہتاہے۔ کبھی قابل قدر و تحسین ہوتے ہیں اور عقل ان کی تائید کرتی ہے اور کبھی قابل مذمت ہوتے ہیں اور ان کا کوئی دفاع نہیں کرسکتاہے۔

جس اہم موضوع پر یہاں تاکید کی جانی چاہیے۔ وہ تمام انسانوں کے لئے علم کا راستہ کھلا ہونا ہے۔ بہ الفاظ دیگر علم کادروازہ سبھی کے لئے کھلاہے اور ہر ایک اپنی تلاش و کوشش سے اسے حاصل کرسکتاہے۔ لیکن بہت سے لوگ مختلف وجوہات کی بناپر علم تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے ہیں اور صرف مختصر معلومات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایسے افراد کے لئے ماہرین اور متخصصین سے تقلید کرنے کا راستہ کھلاہے اور عقل و شرع نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ حقیقت میں تقلید ان لوگوں کے لئے ہے جو کسی امر میں اجتہاد اور متخصص تک نہیں پہنچ سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں صاحب نظر نہیں ہیں۔ اگرچہ ایسے لوگ حقیقی علم تک نہیں پہنچے ہیں۔ لیکن ایسے امور میں متخصص افراد کی پیروی اور تقلید کرکے حقیقت تک پہنچنے میں ان کے شریک ہوسکتے ہیں۔

قرآن مجید نے بھی اس نظریہ کو واضح طور پر بیان کر کے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن مجید کلی طور پر نہ تقلید کو مسترد کرتا ہے اور نہ کلی طور پر اس کی تائید کرتا ہے۔ بلکہ مناسب حالات اور شرائط میں کچھ احکام صادر کئے ہیں جن سے کچھ مطالب حاصل کئے جا سکتے۔

تقلید کی مختلف قسمیں

دوسروں کی پیروی، خواہ زندہ افراد کی پیروی ہو یا مردوں کی، خواہ ایک فرد کی پیروی ہو، یا ایک جماعت کی، چار صورتوں سے خالی نہیں۔

۱۔ جاہل کا جاہل کی تقلید کرنا

یہ ایسی تقلید ہے جس میں کچھ جاہل اور نادان افراد بعض دیگر جاہل یا نادان کی تقلید کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں ایسی تقلید کی شدید مذمت کی گئی ہے اور اسے بعض اوقات تعصب اور لجاجت کا سبب اور بعض اوقات ان کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ اس تقلید کی وجہ سے ایک جہالت اگلی نسل میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ اس کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے انبیاء کی دعوت کے سامنے محاذ آرای کرتے تھے۔

۲۔ عالم کا جاہل کی تقلید کرنا

یہ تقلید کی بد ترین قسم ہے۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات تعصب میں گرفتار شخص اپنے علم سے دستبردار ہو کر اندھا دھند جاہلوں کی تقلید کرنے لگتا ہے۔ علما اور مفکرین کی عوام زدگی درحقیقت اسی زمرے میں آتی ہے۔

۳۔ عالم کا کسی اور عالم کی تقلید کرنا

اس تقلید میں بعص اوقات ایک عالم اور محقق شخص کسی خاص مسئلہ کی زحمت سے بچنے کیلیے آنکھیں بند کر کے کسی اور عالم کی تقلید کرنے لگتا۔ ظاہری سی بات ہے کہ یہ بھی مذموم اور ناپسندیدہ تقلید کے زمرے میں آتی ہے۔ اگرچہ پہلی دو اقسام سے پھر بھی بہتر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر قوم کے علما اور دانشمندوں پر لازم ہے کہ وہ تحقیق کی راہ اختیار کریں اور علمی سرمایہ رکھنے کے باوجود اندھی تقلید نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ میں یہ بات مسلم ہے کہ مجتہد پر تقلید کرنا حرام اور جب کوئی مجتہد کسی کو سند اجتہاد دیتا ہے تو اس میں لکھتا ہے "یحرم علیه التقلید" یعنی اس پر تقلید حرام ہے۔

ہاں ؛اپنے شعبہ مہارت کے علاوہ کسی اور شعبے میں اس شعبے کے مخصوص معاملات میں تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً آنکھوں کا ماہر دل کی بیماری کے معاملات میں امراض قلب کے ماہر کی رائے کے مطابق عمل کرے گا یا یہ کہ کوئی ماہر اپنے ہی شعبے میں اپنے استاد یا اپنے سے زیادہ ماہر کی طرف رجوع کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، اس لئے کہ یہ عمل تقلید کی مذموم اقسام میں شمار نہیں ہوتا بلکہ تقلید کی چوتھی قسم کے زمرے میں آتا ہے۔

۴۔ جاہل کا عالم کی تقلید کرنا

اس تقلید میں غیر عالم شخص عالم کے علم کی روشنی میں عمل کرتا ہے یعنی انسان جس چیز کا علم نہیں رکھتا، اس کے بارے میں اس چیز کے عالم سے رہنمائی حاصل کرتا ہے (جس طرح کسی بیماری میں مبتلا شخص اس بیماری کے ماہر طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے)۔

ظاہر سی بات ہے کہ ان چار قسموں میں سے بہترین، منطقی، ممدوح اور مطلوب چوتھی قسم ہی ہے۔ اور اصولی طور پر ماہرانہ امور میں انسانوں کی زندگی کے محور کو بھی اسی قسم کی عاقلانہ اور منطقی پیروی ہی تشکیل دیتی ہے کیونکہ مسلم ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی نابغہ روزگار ہو پھر بھی وہ تمام امور میں مہارت تامہ کا دعوی نہیں کر سکتا کیونکہ انسان نے ترقی کی ہے اور معاشرہ میں نئی ضروریات اور معلومات کی وسعت اور مختلف مباحث کے پیش نظر اس امر کی ضرورت پیدا ہوئی ہے کہ ہر علم میں اس علم کا ماہر اور متخصص موجود ہو جو اپنی عمر کو اس علم کو حاصل کرنے میں صرف کرے۔

لیکن علم کی وسعت اور انسان کی عمر مختصر ہونے کے پیش نظر ایک انسان کے لئے تمام ضروری علوم میں تخصص حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہم کسی ایسے انسان کو نہیں پا سکتے ہیں جس نے تمام ضروری علوم میں تخصص حاصل کیا ہو اور اپنے علم سے استفادہ کرے اور اسے کسی علم میں تقلید کرنے کی ضرورت نہ ہو۔

یہ وہی چیز ہے جسے بعض اوقات اسوہ حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے،

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ [1]

[1] سورہ احزاب آیت ۲۱

یعنی تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

اور سورہ انعام میں ہم پڑھتے ہیں

اولئک الذین ھدی اللہ فبھواھم اقتدہ[1]

یعنی (حضرت اسماعیلؑ، یونسؑ، یحیی، یوسف اور موسیٰؑ جیسے انبیاء) ایسے ہیں جنہیں خدا نے ہدایت کی ہے۔ پس تو ان کی ہدایت کی اقتدا کر۔ اگرچہ اس آیت میں خطاب پیغمبر اسلامؐ سے ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ اس سے مراد امت ہو۔

رہ گئی تقلید کی پہلی تین قسمیں جو کہ سب کی سب باطل، بے بنیاد اور غیر منطقی ہیں۔

سب سے پہلے ہم ان آیات پر بحث کرتے ہیں جو تقلید کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں تاکہ قابل مذمت تقلید سے متعلق آیات کے بارے میں ایک کلی نظریہ حاصل کر سکیں۔ عام طور پر جو تقلید پیغمبر اکرم (ص) کے زمانہ میں زیر بحث تھی، وہ بت پرستی میں تقلید تھی، جو قدیم زمانہ سے عربوں میں رائج تھی اور جاہلیت کے عرب بھی اس کی پیروی کرتے تھے اور حق کے مقابلے میں نافرمانی کرتے تھے اور پیغمبر (ص) کے کلام کو قبول نہیں کرتے تھے۔ قرآن مجید اس قسم کی خداشناسی جیسے اصول میں اندھی تقلید کے بارے میں سخت موقف اختیار کرتا ہے اور ایسے افراد سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے؛!

آیت نمبر ۱

وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَ إِلَى الرَّسُولِ قَالُواْ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ ءَابَاءَنَا أَ وَلَوْ كَانَ ءَابَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ[2]

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے نازل کئے ہوئے احکام اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے ان کے آباء واجداد نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ کسی طرح کی ہدایت رکھتے ہوں۔ (تو کیا پھر بھی وہ ان کی پیروی کرتے؟)

---

[1] سورہ انعام آیت ۹۰

[2] سورہ مائدہ آیت ۱۰۴

ظہوراسلام کے وقت عرب کی مذہبی حالت

بت پرستی کی بنیاد

وہ پہلا شخص جس نے مکے کے اطراف میں بت پرستی رائج کی وہ عمرو بن لحہ تھااس نے شام کے سفر میں بلقا شہر میں کچھ لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھاجب اس نے اس کی وجہ دریافت کی توان لوگوں نے کہا یہ بت جن کی ہم پرستش کرتے ہیں، جب ہم ان سے بارش طلب کرتے ہیں بارش برساتے ہیں اور جب مدد مانگتے ہیں تو ہماری مدد کرتے ہیں۔اس نے ان کی بت پرستی کو ایسا پسند کیا کہ ایک بڑابت ''ہبل'' اپنے ساتھ مکہ لے آیااور اسے خانہ کعبہ کی چھت پر رکھ دیااور وہاں کے لوگوں کو اس بت کی پرستش کی دعوت دی۔اسطرح مکہ میں بت پرستی نے راہ پائی اور رفتہ رفتہ عرب کی مختلف اقوام وقبائل میں بتوں کی بہتات ہوگئی جن کو وہ پوجنے لگے۔[1]

بعض محققین کی رائے میں بت پرستی کی بنیاد قوم کی بڑی شخصیتوں کی تعظیم وتکریم سے پڑی۔جب کوئی بزرگ شخصیت دنیاسے گزر جاتی تواس کی یاد کے طور پر بعد کے لوگ اس کا مجسمہ بنا لیتے تاکہ اس کی یاد دلوں میں زندہ رکھی جائے۔زمانہ گزرنے اور نسل بدلنے کے بعد یہ مورتیاں ان لوگوں میں معبود کی صورت اختیار کر لیتیں۔

بت پرستی کا موجد اول (عرب میں) عمرو بن لحہ تھااور عمرو سے پہلے جرہم خانہ کعبہ کے متولی تھے عمرو نے بنی جرہم سے جنگ کی اور انھیں مکہ سے جلاوطن کر دیاخود خانہ کعبہ کا متولی ہوااور ملک شام سے بت منگوا کر خانہ کعبہ میں رکھے چونکہ خانہ کعبہ عرب کا مرکز تھالہذا بہت جلد بت پرستی نے پورے معاشرہ میں اپنی جگہ بنالی اور آہستہ آہستہ تمام عرب میں بت پرستی اس طرح رائج ہوئی کہ پھر ہر قبیلہ کا ایک الگ بت بننے لگالہذا خانہ کعبہ میں ہر قبیلہ والا اپنابت لے آیااور نصب کر دیااور ہر روزاس کی عبادت وپرستش ہونے لگی، قربانی کرنی ہوتی تو بتوں کے سامنے، نذر ہوتی تو بتوں کی، قسم کھاتے تو بتوں کی، دنیاودین کے سارے امور بتوں سے شروع ہو کر بتوں پر ختم ہوتے تھے غرض خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت بیک وقت موجود تھے۔[2]

---

[1] سیرۃ ابن ہشام۔ج ا ص ۸۷

[2] جاہلیت واسلام، علامہ یحییٰ نوری، ص ؟؟

رسول اسلام (ص) نے جب اپنی دعوت کا آغاز کیا تو یکتا پرستی اور وحدانیت خدا سے کی اور دعوت میں خاندان والوں کو بلا کر آپ نے فرمایا:

میں تمہارے لئے نیا دین، نیا مذہب اور ایسا آئین لایا ہوں جو اب تک کوئی نہیں لایا، دیکھو بت پرستی شرک ہے، بے جان خداؤں کے سامنے کیوں سجدہ ریز ہو وہ خدا جو نہ بولتے ہیں، نہ سنتے ہیں، نہ خود کو بچا سکتے ہیں اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔[1] اس کے بعد آپ نے منیٰ و مکہ میں جا کر دعوت اسلام شروع کی اور علی الاعلان خدائے وحدہ لاشریک کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے مگر نتیجتاً لوگوں نے آپ کی مخالفت کی اور شدید مخالفت، جس کی وجہ علماء نے بیان کی ہے کہ قریش کی مخالفت کی وجہ کیا تھی؟

۱۔ قبائلی نظام کے ختم ہونے کا خوف

چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر خدائے یکتا کو لوگ ماننے لگیں گے تو اسلامی تعلیمات عام ہونگی اور ہم جو سیاہ و سفید کر رہے ہیں وہ نہیں کر سکیں گے لہذا مخالفت ہوئی اور زمانہ رسول میں ہی نہیں بلکہ بعد از مرسل اعظم اور آج تک بت پرستی کا رواج معاشرہ میں باقی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ اسی مخالفت کا نتیجہ ہے۔

۲۔ طاقت و قدرت

اگر محمد ﷺ کامیاب ہو گئے تو جو کچھ طاقت و قدرت کے ذریعے حلال و غیر حلال حاصل کرتے ہیں اس پر پابندی لگ جائے گی ہمارا کوئی پرسان حال نہیں ہو گا ہم بھی ایک صف میں کھڑے ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔

۳۔ قبائلی رقابت و حسادت

چونکہ رسول اکرم بنی ہاشم سے تھے لہذا دوسرے قبیلہ والے مثلاً ابو جہل جو بنی مخزوم سے تھا یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ رسول کسی اور قبیلہ سے ہو اور ہم اس کی اطاعت کریں، اور بنی ہاشم ہم پر فخر کریں کہ رسول ہمارے قبیلہ سے تھا اور تم لوگ اسی کی وجہ سے مسلمان ہوئے ہو امیہ بن ابی ا

---

[1] تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی ص ۱۴۷

لصلت جو کہ پہلے حنفاء میں شمار ہوتا تھا صرف اسی وجہ سے اسلام نہیں لایا جبکہ مدتوں سے ایک پیغمبر موعود کا منتظر تھا۔[1]

یہ وہ عوامل یا اسباب و وجوہات تھے جو تمام لوگوں کو اسلام کی طرف راغب نہ کر سکے اور زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی بت پرستی جاری و ساری رہی یہاں تک کہ وہ لوگ جو خوف کی وجہ سے اسلام لائے وہ بھی اس سے باز نہیں آئے اور گھروں میں بت رکھے رہے یہاں تک کہ نماز میں بھی آتے تھے تو آستینوں میں بت چھپا کر آتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد زمانہ جاہلیت کی طرف واپس چلے گئے۔[2]

ان مذکورہ اقوال کی روشنی میں یہ بات مسلم ہے کہ رسم بت پرستی زمانہ رسول میں بھی رائج تھی۔

ستارہ پرستی

عرب میں ستارہ پرستوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ مختلف قبیلے ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ ان میں سب سے اہم سورج اور چاند تھے۔ اسی لئے قرآن پاک نے خصوصیت کے ساتھ کہا:

لاتسجدوا للشمس ولاللقمر[3]

نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو۔

یمن میں سبا کی قوم سورج ہی کو دیبی مانتی تھی۔ یمن کے بادشاہ شمر یہرعش نے سورج دیبی کا مندر بنوایا تھا۔ (تاریخ الملوک الارض حمزہ اصفہانی) سورج اور چاند کے بعد ستاروں میں شعریٰ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اسی لئے قرآن پاک نے کہا:

وانه هورب الشعرٰی[4]

---

[1] تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، ص ۱۵۱، تا ۱۵۸

[2] اصول کافی، ج ؟؟، ص ؟؟

[3] سورہ حم سجدہ آیت ۳۷

[4] سورہ النجم آیت ۴۹

اور وہی اللہ شعریٰ کا مالک ہے۔

اوہام پرستی

سانپ کو قتل نہیں کرتے تھے۔ یہ اعتقاد تھا کہ سانپ مارا جائے تو اس کا جوڑا آکر بدلہ لیتا ہے۔[1]

یہ اعتقاد تھا کہ مرنے کے بعد روح ایک پرندہ بن کر اڑتی ہے اس کو ہامہ کہتے تھے۔ یہ اعتقاد تھا کہ پیٹ میں ایک سانپ رہتا ہے جو بھوک کے وقت کاٹتا ہے۔ جو کام کرنا چاہتے تھے پہلے شگون لے لیتے تھے۔ مثلاً اس وقت کوئی پرندا داہنی جانب سے اڑا تو مبارک سمجھتے تھے اور بائیں جانب سے اڑا تو اس وقت اس کام سے باز رہتے تھے۔

بکری کے جب بچہ پیدا ہوتا تو اگر نر ہوتا تو بت پر چڑھا دیتے۔ اونٹنی جب دس بچے جن لیتی اس کو چھوڑ دیتے۔ وہ سانڈ کی طرح چھوٹی پھرتی۔ کسی شخص کے پاس جب اونٹوں کی تعداد ہزار تک پہنچ جاتی تو ایک اونٹ کی آنکھ پھوڑ دیتے کہ نظر نہ لگ جائے۔ اس قسم کے بہت سے اوہام پھیلے ہوئے تھے جن کا شمار اس مختصر سے مقالے میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

شراب خوری و قمار بازی

عربوں کی اخلاقی حالت پستی و زوال کی انتہاء کو پہنچ گئی تھی عفت و عصمت، تہذیب و شرافت کے تصورات قصہ پارینہ بن چکے تھے زندگی کو منظم کرنے والے کسی قانون کی عدم موجودگی، درندگی و وحشت کی حکمرانی جیسے اسباب و وجوہات تھے جنھوں نے پورے معاشرہ کی فضا کو تاریک کر دیا تھا انھیں بری عادتوں میں سے ایک عادت شراب خوری و قمار بازی تھی اور یہ ناپاک عادت ان کی زندگی کا حصہ بن چکی تھی شراب خوری و قمار بازی ان کی زندگی کا محبوب مشغلہ تھا، شراب خوری کا اس قدر رواج تھا کہ ہر گھر میکدہ بنا ہوا تھا۔ شراب کے نشے میں مست ہو کر طرح طرح کے خرافات اور واہیات بکنا ان کا معمول بن چکا تھا شعراء اپنے بہترین اشعار شراب و شراب نوشی کے موضوع پر

[1] ابو داؤد، جلد سوم، ص؟؟

کہتے تھے شراب فروشی کا رواج اس قدر زیادہ تھا کہ تجارت کا لفظ وہاں کے ماحول میں شراب فروشی کے مساوی ہو گیا تھا۔[1]

پیغام

ا۔قرآن ،لوگوں کو خدا اور رسولؐ کے فرامین پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔"تَعَالَوْاْ إِلىَ۔۔۔۔۔۔۔۔"

۲۔اسلام کی دعوت کو قبول کر لینے میں عزت وافتخار اور ہدایت ہے۔(۔"تَعَالَوْاْ " بلندی اور ہدایت کی طرف سفر کرنے کے معنی میں ہے۔)

۳۔تہذیب وثقافت کی اساس خدائی احکام ہونے چاہئیں، گذشتہ لوگوں کی تہذیب وثقافت نہیں۔" مَا أَنزَلَ اللَّهُ "

۴۔صرف اکیلا قرآن کافی نہیں بلکہ معیار عمل میں سنت، سیرت اور حکومت رسولخداؐ بھی شامل ہے۔ "تَعَالَوْاْ إِلىَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَ إِلىَ الرَّسُولِ"

۵۔خرافات پر عمل کرنے والے، رجعت پسند اور ہٹ دھرم لوگ حق بات کو سننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ "قَالُواْ حَسْبُنَا"

۶۔گزشتہ رسم ورواج پر باقی رہنا یا رسم وراج کو توڑ کر کچھ نیا کرنا،اس میں سے اصل یہ ہے کہ علم وہدایت پر عمل کیا جائے۔لا یعقلونُ لَا يهَتَدُونِ

۷۔اپنے ضمیر کو خود پر حکمران بناؤ۔" أَ وَ هلَوْ كاَنَ ءَابَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۔۔۔۔۔۔۔"

۸۔ان کے جاہلانہ افکار ونظریات کی پیروی اور وفاداری جائز نہیں ہے۔"أَوَ لَوْ كاَنَ ءَابَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ "

۹۔اندھی تقلید، بے عقلی کی دلیل ہے ،"لا یعقلونُ"کا ذکر گزشتہ آیات میں آیا ہے اور اس آیات میں گذشتہ لوگوں کے افکار ونظریات پر ڈٹے رہنے کو بیان کیا گیا ہے۔

[1] سیرۃالرسول ج ۲ ص ۷۶ ،فروغ ابدیت ص ۲۸، اردو ترجمہ (ترجمہ دست دوم منبع ہے)

۱۰۔جاہل کی جاہل سے تقلید کرنے کا کوئی معانی نہیں ہے۔"وَجَدْنَا عَلَيْهِ ءَابَاءَنَا ۔۔۔۔۔۔ أَ وَ لَوْ كَانَ ءَابَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ"

اس قسم کی تقلید کے علاوہ، ایک اور قسم کی تقلید کو قرآن مجید میں مسترد کیا گیا ہے۔

وَ إِذَا فَعَلُواْ فَاحِشَةً قَالُواْ وَجَدْنَا عَلَيهَا ءَابَاءَنَا وَ اللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَ تَقُولُونَ عَلَىَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَا[1]

اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے اباواجداد کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور خدانے (بھی) ہمیں یہی حکم دیا ہے اے رسولؐ کہیے کہ یقیناالله کبھی بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم الله پر ایسی بات کی تہمت لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے؟

تفسیر: فیضان الرحمن کی رو سے

آباؤاجداد کی اندھی تقلید کی مذمت

خداوند عالم فرماتا ہے جب یہ بے ایمان لوگ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو اس کے جواز کا بہانہ یہ بناتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے اور ان کا ایسا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے ہی ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟

فاحشہ سے کیا مراد ہے؟

"فاحشہ" کا لفظ جس کی جمع فواحش ہے جس کے معنی بہت سخت اور قبیح گناہ کے ہیں۔ یہاں اس سے کیا مراد ہے؟ بعض مفسرین نے تو اس سے دور جاہلیت میں مردوں اور عورتوں کا برہنہ ہو کر اکھٹا طواف کرنا مراد لیا ہے لیکن اکثر مفسرین نے اسے تمام گناہان کبیرہ مراد لئے ہیں اور یہی قول صحیح ہے۔ بہر حال خداوند عالم نے ایسے لوگوں کی جو اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور پھر اسے حکم الٰہی قرار دیتے ہیں۔ سورہ انعام میں بھی رد کی ہے اور یہاں بھی وہاں بھی فرمایا ہے۔

قل هل عندكم من علم فتخر جوه لنا[2]

---

[1] ۔سورہ اعراف آیت ۲۸۔

[2] سورہ انعام آیت ۱۴۹

اگر تمہارے پاس اس کی کوئی علمی دلیل ہے تو اسے ظاہر کرو۔ تم تو صرف ظن و تخمین کی پیروی کرتے ہو اور یہاں فرمایا ہے "قل ان اللہ لا یامر" کہہ دیجئے کہ اللہ کبھی بے حیائی و برائی کا حکم نہیں دیتا۔ تم اللہ پر ایسی بات کی تہمت لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

افادہ

اللہ برائی کا حکم نہیں دیتا بلکہ وہ تو اچھائی کا حکم دیتا ہے "ان اللہ یامربالعدل وا لاحسان[1]

قطع نظر اس سے کہ اللہ برائی کا حکم دیتا ہے یا اس سے منع کرتا ہے؟ اس سے یہ بات تو بعبارۃ النص واضح ہوتی ہے کہ کچھ چیزیں فی حد ذاتہ اچھی (حسن) ہوتی ہیں اور کچھ ذاتا بری (قبیح) ہوتی ہیں اور اس سے ہی حسن و قبح عقلی کہا جاتا ہے اور وہی عدلیہ (امامیہ و معتزلہ) کا مسلک ہے مگر جمہور اہل اسلام اس مسلک حق کے خلاف ہیں اور ان کا یہ نظریہ قرآن و عقل دونوں کے خلاف ہے۔

قالوا وجدنآ اٰبآءنا لھا عٰبدون [2]

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم نے اپنے آبا و اجداد کو دیکھا ہے کہ وہ ان کی عبادت کرتے ہیں۔

قال لقد کنتم انتم واٰبآؤکم فی ضلٰل مبین[3]

ابراہیم نے کہا کہ یقینا تم بھی اور تمہارے آبا و اجداد بھی کھلی گمراہی میں پڑے رہے ہو۔

بت پرستی در حقیقت اس منہ بولتی اور واضح مطلق کا کوئی جواب نہیں رکھتے تھے۔ سوائے اس کی ذمہ داری اپنے بڑوں کے سر تھوپ دیں۔ لہذا انہوں نے کہا: ہم نے اپنے آبا و اجداد اور بڑوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کی پرستش کرتے ہیں اور ہم اپنے بڑوں کی سنت کو پورا کر رہے ہیں:

قالوا وجد نآ اٰبآءنا لھا عٰبدون [4]

---

[1] نحل ۹۰۔

[2] انبیاء ۵۳۔

[3] سورہ انبیاء آیت ۵۴

[4] سورہ انبیاء آیت ۵۳

چونکہ صرف بڑوں کی سنت اور روش کسی مشکل کو حل نہیں کرتی اور ہمارے پاس اس بات کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے کہ بزرگان گذشتہ آئندہ آنے والی نسلوں سے زیادہ عالم اور زیادہ عاقل تھے۔ بلکہ اکثر معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے کیونکہ زمانہ گزرنے کے ساتھ علم و دانش بڑھتی رہتی ہے۔ لہذا حضرت ابراہیمؑ نے فوراانہیں جواب دیا: تم بھی اور تمہارے آباواجداد بھی یقیناواضح گمراہی میں تھے:

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ [1]

ابراہیم نے کہا: یقیناتم خوداور تمہارے باپ دادا بھی واضح گمراہی میں مبتلاہیں۔

چند اہم نکات

۱۔بت پرستی کی مختلف شکلیں

یہ ٹھیک ہے کہ ہم بت پرستی کے لفظ سے زیادہ پتھر اور لکڑی کے بتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن ایک لحاظ سے بت اور بت پرستی وسیع مفہوم رکھتی ہے کہ جو غیر خدا کی طرف ہر قسم کی توجہ (خواہ وہ کسی بھی شکل وصورت میں ہو) پر محیط ہے اور مشہور و معروف حدیث کے مطابق کہ:

کلما شغلک عن الله فهو صنمک

جو چیز بھی انسان کو اپنی طرف مشغول اور خدا سے دور کرے۔

وہ اس کا بت ہے۔ ایک حدیث میں اصبغ بن نباتہ سے کہ جو علیؑ کے مشہور اصحاب میں سے ہیں بیان ہوا ہے کہ: ان علیا بقوم یلعبون الشطرنج فقال: ماهذه التماثيل التی انتم لها عاكفون؟ لقد عصيتم الله و رسوله۔[2]

امیر المومنینؑ کچھ لوگوں کے قریب سے گزرے۔ وہ شطرنج کھیل رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ مجسمے (اور بت) کہ جن کے ساتھ تم مشغول ہو کیا ہیں؟ تم خدا کے بھی نافرمان ہو اور اس کے رسول کے بھی۔

[1] سورہ انبیاء آیت ۵۴
[2] مجمع البیان، ج؟؟ ص؟؟

۲۔بت پرستوں کی گفتگواور حضرت ابراہیمؑ کا جواب

یہ بات قابل توجہ ہے کہ بت پرستوں نے حضرت ابراہیمؑ کے جواب میں افراد کی کثرت کا بھی ذکر کیااور طول زمانہ کا بھی۔ وہ کہنے لگے: ہم نے اپنے آباواجداد کو اسی دین پر پایا ہے۔ انہوں نے بھی دونوں حصوں کا جواب دیا: تم بھی اور تمہارے آباواجداد بھی، ہمیشہ واضح گمراہی میں رہے ہیں۔ یعنی عاقل انسان جو استقلال فکری رکھتا ہو وہ ہر گزان اوہام کا پابند نہیں ہوتا۔ نہ ہی کسی رسم اور سنت کے طرف داروں کی کثرت کے اس کی درستی کی دلیل سمجھتا ہے اور نہ ہی اس کے ہمیشہ ہوتے رہنے کو اس کی حقانیت کی دلیل جانتا ہے۔

واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیه آباءنا اولو کان أباءهم لا یعقلون شیئا و لا یهتدون[1]

ان سے جب کہاجائے کہ اللہ نے جواحکام نازل کئے ہیں ان کی پیروی کروتو جواب دیتے ہیں کہ ہم تواسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ یعنی ان پابندیوں کے لیے ان کے پاس کوئی سند اور کوئی حجت اس کے سوا نہیں ہے کہ باپ دادا سے یوں ہی ہوتا چلا آرہا ہے نادان سمجھتے ہیں کہ کسی طریقے کی پیروی کے لیے یہ حجت بلکل کافی ہے۔[2]

جاہل اور گمراہ آباء کا کی پیروی

"اولو کان أباءهم لایعقلون شیئا و لایهتدون"

خواہ ان کے آباء علم اور ہدایت سے بے بہرہ ہی کیوں نہ ہوں؟

یہ جملہ در حقیقت کفار کی اس بات کے جواب میں ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم تواپنے باپ دادا کے کردار و گفتار اور قول و فعل کی پیروی کرتے ہیں، قرآن مجید نے اس جملے میں ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا کہ ان کی بات عقل کی منافی ہے اور یہ "قول بغیر علم" (جاہلانہ بات) کا مصداق بھی ہے کیونکہ ان کا یہ کہنا کہ ہم اسی چیز کی پیروی کرتے ہیں جس

[1] سورہ بقرہ ۱۷۰

[2] تفہیم القرآن، جلد اول، ص ۱۳۳

پر ہم باپ دادا کو پایا، مطلق اور کسی قید و شرط سے خالی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کو خواہ وہ جس حال میں بھی تھے اور جو کچھ بھی کرتے تھے پیروی کرتے ہیں اور خواہ وہ کچھ نہ جانتے اور نہ ہدایت یافتہ تھے اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا وہ حق اور صحیح ہے یہ بات "قول بغیر علم" کے سوا کچھ نہیں بلکہ اس سے بالا تر یہ کہ اس طرح کی بات جاہل تو جاہل کوئی عقل مند بھی نہیں کر سکتا بشر طیکہ وہ اس کی اصل حقیقت و معنی میں غور کرے، ہاں اگر وہ اپنے آباء و اجداد کی پیروی ان چیزوں میں کرتے جن کی بابت وہ علم و آگاہی کے حمل اور ہدایت یافتہ تھے تو ان کی پیروی "علم و ہدایت" کی بنیاد پر ہوتی کہ جسے جاہلانہ اتباع نہ کہا جاتا۔

اس بیان سے ضمنا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم کا یہ ارشاد گرامی " لا یعقلون شیئا و لا یھتدون" کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتے اور نہ ہی ہدایت یافتہ ہے۔[1]

اندھی تقلید کے اسباب

اندھی تقلید یا دوسرے لفظوں میں جاہل کی جاہل سے تقلید اور اس سے بھی بد تر جاہل سے عالم کی تقلید فکری وابستگی کی علامت ہے اور یہ امر بہت سے اسباب کا حامل ہے جن میں سے چیدہ چیدہ یہ ہیں:

ا۔ فکری نابالغی

ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں جو جسمانی طور پر تو بالغ ہو چکے ہوں لیکن آخری عمر تک فکری بلوغ اور استقلال کو نہ پہنچ سکیں۔ ایسے لوگ اسی وجہ سے اپنی ساری زندگی ہر کس و ناکس کی پیروی کرنے میں گزار دیتے ہیں اور کسی بھی وقت ذاتی طور پر کسی مسئلے کا تجزیہ و تحلیل نہیں کر سکتے۔ ان کی آنکھیں ہمیشہ دوسروں پر لگی لگی رہتی ہیں۔ جو وہ کہہ دیں اسے دہراتے رہتے ہیں اور اس میں ان کا اپنا کوئی ارادہ اور اختیار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی تو اپنے ماحول کی تبدیلی سے اپنی راہوں کو مکمل طور پر تبدیل کر لیتے ہیں اور اصطلاح کے مطابق ان کے اندر ۱۸۰ درجے کی تبدیلی آجاتی ہے۔

---

[1] تفسیر میزان، جلد ا، ص ۹۴۰

۲۔ شخصیت پرستی

اس طرح کہ انسان کسی شخص کو بے نظیر اور عدیم المثال ہیرو کے عنوان سے قبول کر لیتا ہے اور اس کے سامنے اسے اپنے نظریہ کو بیان کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اور وہ آنکھ اور کان بند کر کے اس کے پیچھے لگ جاتا ہے، خواہ وہ شخصیت تقلید اور اتباع کی اہل نہ بھی ہو۔

۳۔ آباؤاجداد سے شدید تعلق

اور وہ بھی اس حد تک کہ کبھی کبھی تو عظمت اور تقدس کے ہالہ کے اس قدر اندر چلے جاتے ہیں کہ وہ لوگ خواہ کسی قسم کی اہلیت اور لیاقت نہ بھی رکھتے ہوں پھر بھی نسل در نسل ان کے خیالات و افکار ان لوگوں کے لیے قابل عمل ہوتے ہیں اور کانوں اور آنکھوں کو بند کر کے ان کی اتباع کی جاتی ہے اور عام طور پر بھی ہوتا ہے کہ بعد کی نسلیں جو گزشتہ لوگوں کے علوم کی وارث ہوتی ہیں اور جو بھی تازہ اور جدید معلومات کی حامل ہوتی ہیں اور گزشتہ لوگوں سے علم میں بھی زیادہ ہوتی ہیں، لیکن پھر بھی آنکھیں اور کان بند کر کے ان کی تقلید پر اڑی ہوئی ہوتی ہیں۔

۴۔ گروہ بندی یا قبائلی تعصبات

اس قسم کے رجحانات اور تعصبات اس بات کا سبب بن جاتے ہیں کہ کچھ لوگ آنکھیں بند کر کے اپنے گروہ، پارٹی، قبیلہ اور جماعت کے پیچھے چل پڑتے ہیں اور وہ جو کچھ بھی کہیں وہ اس کا تکرار کرتے ہیں اور اپنی طرف سے مسائل کے تجزیہ و تحقیق اور فکری استقلال کا کوئی حق نہیں رکھتے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تختلفوا،فان من کان قبلکم اختلفوا فھلکوا۔[1]

آپس میں اختلافات مت کرو کیونکہ تم میں سے جو پہلے تھے وہ اختلافات میں مبتلا ہوئے جس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

لاتختلفوا فتختلف قلوبکم۔[1]

[1] کنز العمال: ج ۱ ص ۱۷۷ ح ۸۹۴

ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف مت کرو کیونکہ اس سے تمہارے دل ایک دوسرے کے مخالف ہو جائیں گے۔

۵۔ جہالت اندھی تقلید کا سبب ہوتی ہے

ارشاد ہوتا ہے: اذ قال لابیه وقومه ما هٰذه التماثیل التی انتم لها عاکفون• قالوا وجدنآ اٰباءنآ لها عابدین• قال لقد کنتم انتم و اٰبآءکم فی ضلال مبین[2]

اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے منہ بولے باپ (چچا آذر) اور قوم سے کہا: یہ بے روح مجسمے کیا ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ داداؤں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کی عبادت کیا کرتے تھے فرمایا: یقیناً تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہو۔

تماثیل تمثال کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ایسی چیز جس کی صورت ہو اور مجسمہ اور نقاشی یعنی پورٹیبل تصویر کو تمثال کہتے ہیں۔ "عاکفون"، "عکوف" کے مادہ سے ہے جس کے معنی میں ایسی مسلسل توجہ جس میں تعظیم بھی پائی جائے اور اعتکاف کا لفظ بھی اسی سے مشتق ہے جو مسجد میں مخصوص عبادت انجام دینے کی معنی میں ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کے بت پرستوں کے پاس اپنے اس قبیح فعل کی کوئی منطقی دلیل نہیں تھی اور وہ غالبا اپنے بزرگان ماسلف کی اندھی تقلید پر ہی قناعت کرتے تھے اسی لیے جناب ابراہیمؑ نے انہیں کھلم کھلا اور آشکار گمراہی اور ضلالت پر قائم رہنے والے کہا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بابل کے بت پرستوں سے تاریخی مناظرہ کرتے ہوئے وہ باتیں کہیں جنہیں قرآنی آیات نے یوں بیان کیا ہے:

آیا تم خدا کے علاوہ ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تو تمہیں ذرہ برابر فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی رتی بھر نقصان؟ پھر فرماتے ہیں:

اف لکم ولما تعبدون من دون الله افلا تعقلون[3]

---

[1] کنز العمال: ج ۱ ص ۱۷۷ ح ۸۹۵

[2] سورہ انبیاء ۵۲ تا ۵۴

[3] سورہ انبیاء آیت ۶۷

تم پر بھی افسوس اور خدا کے علاوہ ان چیزوں پر بھی جن کی تم عبادت کرتے ہو آیا تم عقل سے سوچتے نہیں؟

یعنی اس قسم کی اندھی تقلید تمہارے عقل اور غور و فکر سے کام نہ لینے کی بدولت معرض وجود میں آتی ہے اور جہالت کی پیداوار ہوتی ہے اس کی دلیل واضح ہے کیونکہ اہم علمی افراد فکری استقلال کے حامل ہوتے ہیں اور فکری استقلال انہیں اندھی تقلید کی اجازت نہیں دیتی یہ تو جاہلوں کا کام ہوتا ہے جو کبھی اس کے پیچھے لگ گئے اور کبھی اس کے اور اندھا دھند ہر پروگرام کو اپنا لیا۔

احادیث کی رو سے جاہل کی مذمت

۱۔امام علی علیہ السلام:الجھل فساد کل امر۔[۱]

امام علیؑ: جہالت ہر چیز کو برباد کر دیتی ہے۔

۲۔امام علی علیہ السلام:الجھل ممیت الاحیاء ومخلدالشقاء۔[۲]

امام علیؑ: جہالت زندوں کو مار ڈالتی ہے اور بدبختی کو دوام دیتی ہے۔

۳۔امام علی علیہ السلام:الجھل اصل کل شر۔[۳]

امام علیؑ: جہالت ہر برائی کی جڑ ہے۔

۴۔رسول اللہ ﷺ:صفته الجاھل:ان یظلمه من خالطه،ویتعدی علی من ھو دونه، ویتطاول علی من ھو فوقه،کلامه بغیر تدبر۔۔۔۔[۴]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جاہل کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنے میل جول رکھنے والوں پر ظلم کرتا ہے اپنے سے کم درجہ والے پر ستم کرتا ہے جو اس سے بالاتر ہے اس کے سامنے اکڑا رہتا ہے اور بغیر سوچ سمجھے باتیں کرتا ہے۔

۵۔امام علی علیہ السلام:الجاھل لا یعرف تقصیره ولا یقبل من النصیح له۔[۱]

---

[۱] غرر الحکم: ۹۳۰

[۲] غرر الحکم: ۱۴۶۴

[۳] غرر الحکم: ۸۱۹

[۴] تحف العقول: ۲۹

امام علیؑ: جاہل نہ تو اپنی کوتاہی کو سمجھتا ہے اور نہ ہی نصیحت کرنے والے کی بات کو قبول کرتا ہے۔[1]

٦۔الامام صادق علیه السلام: من اخلاق الجاهل الاجابته قبل ان یسمع، والمعارضته قبل ان یفهمه ،والحکم بمالا یعلم۔[2]

امام جعفر صادقؑ: جاہل کی عادات میں سے ہے کہ وہ (بات کے) سننے سے پہلے ہی جواب دینا شروع کر دیتا ہے بات کے سمجھنے سے پہلے جھگڑنا شروع کر دیتا ہے اور علم نہ رکھنے کے باوجود فیصلے کرتا ہے۔

امام علیؑ: جاہل ایسی چٹان ہے کہ جس سے پانی کے چشمے نہیں پھوٹتے، ایسا درخت ہے کہ جس کی شاخ سرسبز نہیں ہوتی اور ایسی زمین ہے کہ جس پر سبزہ نہیں اگتا۔[3]

امام علیؑ: جاہل کا عمل وبال ہے اور اس کا عمل گمراہی ہے۔[4]

اللہ کی آیات اور نشانیاں بالکل واضح ہیں لیکن پھر بھی کئی لوگ انکار کر جاتے ہیں انکار کے تین اسباب ہیں:

(۱) خواہشات نفسانی کی اتباع (۲) باپ دادا کی اندھی تقلید (۳) تحقیق کے بغیر غلط فیصلہ[5]

اندھے اور بہرے مقلدین کا انجام

فانتقمنا منهم فانظر کیف کان عاقبته المکذبین[6]

لہٰذا ہم نے ان سے انتقام لیا، پس دیکھ کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

یہ آیت بت پرستی کے بارے میں مشرکین کے اصلی بہانے کے سلسلے میں جو کہ باپ دادا کی اندھی تقلید پر مبنی ہے۔

---

[1] غرر الحکم: ۱۸۰۹

[2] اعلام الدین: ۳۰۳

[3] عقل و جہالت صفحہ ۱۸۷

[4] عقل و جہالت صفحہ ۱۸۷

[5] سورہ مومن آیت ۸۱

[6] سورہ الزخرف آیت ۲۵

ظاہر ہے کہ ایسی سرکش، ہٹ دھرم اور بے منطق قوم کو جینے اور زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور وہ جلد یا بدیر ان پر عذاب الٰہی نازل ہونا ہی چاہیے تاکہ اس قسم کے گھاس پھونس اور خس و خاشاک کا خاتمہ کر دے اور اسے راستے سے ہٹا دے۔ لہٰذا اسی سلسلے میں اس آیات میں فرمایا گیا ہے: لہٰذا ہم نے ان سے انتقام لیا اور انھیں سخت سزا دی(فانتقمنا منهم)۔

کسی قوم کو طوفان کے ذریعے، کسی کو تباہ کن زلزلے کے ذریعے، کسی کو تیز و تند جھکڑ اور کسی کو بجلی کی چنگھاڑے کے ذریعے غرض ہم نے ان میں سے ہر ایک کو تباہ کن حکم کے ذریعے نیست و نابود کر دیا اور ہلاک و فنا کر دیا۔

مشرکین مکہ کی عبرت آموزی کے لیے آیت کے آخر میں روئے سخن پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف کرکے فرمایا گیا ہے: دیکھ تو جھٹلانے والوں کا نجام کیا ہوا(فانظر کیف کان عاقبته المکذبین)۔مکہ کے ہٹ دھرم مشرکین کو بھی ایسے ہی انجام کا انتظار کرنا چاہیے۔[1]

منابع

۱۔ قرآن مجید

۲۔ لغت

۳۔ پیام قرآن، آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، معراج کمپنی اردو بازار، لاہور

۴۔ علم اخلاق، آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، مکتبۃ الرضا، لاہور

۵۔ تفسیر نور، شیخ محسن قرائتی، معراج کمپنی اردو بازار، لاہور

۶۔ قرآن کا دائمی منشور، آیت اللہ جعفر سبحانی، ترجمہ سید صفدر حسین نجفی، معراج کمپنی اردو بازار، لاہور

۷۔ فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن، آیت اللہ شیخ محمد حسین نجفی، مکتبہ الرضا، لاہور

۸۔ سیرۃ النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مقبول اکیڈمی، چوک انار کلی، لاہور

۹۔ تفسیر الکوثر، شیخ محسن علی نجفی، جامعۃ الکوثر، اسلام آباد

۱۰۔ تفسیر فصل الخطاب، سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی، معراج کمپنی اردو بازار، لاہور

۱۱۔ تفسیر نمونہ، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی، معراج کمپنی اردو بازار، لاہور

[1] تفسیر نمونہ، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی، معراج کمپنی، اردو بازار، لاہور

۱۲۔ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور
۱۳۔ المیزان فی تفسیر القرآن، آیت اللہ علامہ سید محمد حسین الطباطبائی، ترجمہ آیت اللہ حسن رضا غدیری، معراج کمپنی، لاہور
۱۴۔ سیرۃ ابن ہشام، محمد بن اسحاق بن یسار، ابو محمد عبد الملک ابن ہشام، ادارہ اسلامیات، لاہور
۱۵۔ عقل و جہالت، حجۃ الاسلام محمدی ری شہری، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور
۱۶۔ مجمع البیان، الشیخ ابی علی الفضل بن الحسن الطبرسی، دار العلوم، بیروت
۱۷۔ جہالت و اسلام، علامہ یحییٰ نوری، قم، ایران
۱۸۔ غرر الحکم، حجۃ الاسلام علامہ سید حسین شیخ الاسلامی، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور
۱۹۔ کنزل العمال، علامہ ملاء الدین علی متقی بن حسام الدین، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، لاہور
۲۰۔ کافی، مرحوم ثقۃ الاسلام کلینی، معراج کمپنی، لاہور
۲۱۔ تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، معراج کمپنی، لاہور